تألیف مولانا سید مہدی بن نجف علی الحسینی الرضوی العظیم آبادی

تذکرہ مجدد الشریعۃ حضرت غفران مآبؒ از ''تذکرہ علماء'' (۱۲۸۵ھ)

مترجمہ: جناب محمد صادق خان صاحب جونپوری

قسط۔۵

و ترجمه اجازه عالیجناب مستطاب معلی القاب آقا سید علی طباطبائی کربلائی قدس سره بعد از خطبه اینست که:

چون درین زمان که زمان کثرت جهال و منکرین طریقه علمای دین است دریافتم که سید سند جلیل و مولی اولی نبیل عالم عامل فاضل کامل صاحب فطنة الوقادة و القریحة النقاده منبع الفضل و الافاده حاوی انواع کمالات رباینده گوی سبقت در میدان سعادت مجمع دریای علوم معقول و منقول مترشح استنباط فروع از اصول پسندیده خصال پرهیزگار پاکیزه اطوار سید دلدار علی بن سید محمد معین هندی نصیر آبادی عاملها الله تعالی بفضله الجلی و لطفه الخفی از جمله علمائی است که بذروه کمال رسیده اند و بر ابنای زمان خود در علم فائق گشته اند و دانستم که سید موصوف بسبب آنکه روزها در تحصیل علوم بذل جد و جهد نموده و شبها بیداری کشیده بود باوج معالی رسیده است و اورا سزاوار یافتم باینکه پیروی سلف صالحین نماید و متمسک بعروة و حبل المتین گردد و در سلک راویان احادیث ائمه معصومین صلوات الله علیهم اجمعین منتظم شود۔

اور عالی جناب مستطاب، معلیٰ القاب آقا سید علی طباطبائی کربلائی قدس سرہ کے اجازے کا ترجمہ، خطبے کے بعد یوں ہے:

چونکہ اس زمانے میں جوکہ جاہلوں اور علمائے دین کے طریقے کے منکروں کا زمانہ ہے، میں نے پایا کہ سید سند جلیل، مولیٰ اولی نبیل، عالم عامل، فاضل کامل، صاحب فطنہ وقادہ وقریحہ نقادہ، منبع فضل و افادہ، حاوی انواع کمالات، میدان سعادت میں گوئے سبقت لے جانے والے، علوم معقول و منقول کے دریا، اصول سے فروع کو استنباط کرنے والے، پسندیدہ خصال، پاکیزہ اطوار سید دلدار علی بن سید محمد معین ہندی نصیر آبادی عاملہما اللہ بفضلہ الجلی ولطفہ الخفی، ان علماء میں سے ہیں جو کمال کی بلندی پر پہونچ چکے ہیں اور اپنے زمانے کے تمام علوم کو حاصل کرلیا ہے۔ اور میں نے یہ جان لیا کہ حصول علم کی خاطر دن میں محنت ومشقت اور رات میں شب بیداری کی وجہ سے سید موصوف بلندیوں کی چوٹی پر پہونچے ہیں۔ میں نے ان کو اس بات کا مستحق پایا کہ سلف صالحین کی پیروی کریں، نیز عروۃ الوثقیٰ اور حبل متین سے متمسک ہوں اور ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم کی حدیثوں کے راویوں کے زمرے میں شامل ہوں۔

پس بر من واجب و لازم گردید که بسوی او اتقا نمایم آنچه نزد من است از کتابی گرامی که محتوی ذکر مجملی از اجازات روایت کردن احادیث حجتهای خداوند کریم و اخبار هادیان صراط مستقیم است و اگر چه خود را لایق اجازه دادن این مطلب عظیم نمی بینم لکن در این زمان از جمله مفروضات بر خود میشمارم پس از حق تعالیٰ جل شانه استخاره نمودم و خواهان خیر از جناب کبریائی او شدم و سید موصوف را که حق تعالیٰ فضل و افضال او را زیاده کند و امثال او را میان علما بسیار گرداند، اجازه دادم که روایت کند بواسطه من از اساتذه من هر چه دلیل آن نزد من از اساتذه من بصحت رسیده و روایت آن جائز بوده و سبیل آن واضح گردیده و اجازه دادن آن بر من مباح بوده است از مصنفات اهل اسلام و تالیفات خاص و عام از جمیع فنون علوم تفسیر و حدیث و اصول فقه و دعای ماثوره و علم کلام و فقه و رجال وغیر آنها از علومیکه متعلق بمسایل دینیه است بحق اجازه من که از اساتذه کرام و اسلاف عظام من رضی الله عنهم بمن رسیده است و هم اجازه دادم او را که جمیع کتب مفردات و مسموعات و مجازات و مصنفات مرا از من روایت کند در حالیکه شرایط روایت را مرعی دارد و طالب منتهای معارج درایت بوده باشد و احتیاط تمام را در باب آنچه متعلق بامور دین باشد بعمل آرد خصوصاً در هنگام نقل و فتوی دادن برای مسلمین پس بدرستیکه مفتی بر کناره جهنم است یعنی بسبب خوف لغزش در فتوی خوف افتادنش در آن میباشد۔

پس مجھ پر واجب و لازم ہوگیا کہ ان کے حوالے کردوں جو کچھ میرے پاس ہے اس کتاب گرامی کا جس میں خداوند کریم کی حجتیں اور ہادیان صراط مستقیم کی حدیثوں کی روایت کرنے کے اجازات پر مشتمل ایک مجمل تذکرہ ہے اور اگر چہ میں خود کو اس امر عظیم کی اجازت دینے کے لائق نہیں سمجھتا ہوں، لیکن آج کے زمانے میں اس کو اپنے اوپر من جملہ واجبات جانتا ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا اور جناب کبریائی سے خیر کا خواہاں ہوا۔ اور سید موصوف کو۔حق تعالیٰ ان کو فضل و افضال کو زیادہ کرے اور ان کے جیسے لوگوں کو علماء میں زیادہ کرے۔ اجازہ دیتا ہوں کہ میرے ذریعے سے میرے اساتذہ سے روایت کریں دینی علوم سے متعلق مختلف علوم جیسے تفسیر، حدیث، اصول فقہ، دعائے ماثورہ، علم کلام، فقہ و رجال وغیرہ پر مشتمل اہل اسلام کی تالیفات اور تصنیفات میں سے ہر اس چیز کو جس کی دلیل مجھ پر میرے اساتذہ کے ذریعے ثابت ہوچکی ہے، اس کی روایت جائز ہے، اس کا راستہ واضح ہے اور اس کا اجازہ دینا مجھ پر مباح ہے، اس اجازے کے ذریعے جو میرے اساتذہ کرام اور اسلاف عظام رضی اللہ عنہم سے مجھ تک پہونچا ہے۔ نیز ان کو اجازت دے دی کہ میری تمام کتب مفردات، مسموعات، مجازات اور مصنفات کو مجھ سے روایت کریں، اس صورت میں کہ شرایط روایت کو پوری کریں اور معارج درایت کے انتہا کے طالب ہوں اور ان چیزوں میں جو امور دین سے متعلق ہیں بھر پور احتیاط سے کام لیں، خصوصاً نقل اور مسلمانوں کے لئے فتوا دیتے وقت۔ بے شک مفتی جہنم کے کنارے پر ہے۔ یعنی فتوے میں غلطی کی وجہ سے جہنم میں گرنے کا خوف رہتا ہے۔

و نیز باید که سید موصوف ایام مهلت خود را صرف اموری نماید که موجب نفع او در آخرت گردد و متمسک بعروة الوثقی و منجلی بحلیه صلاح و تقوی باشد و ساعی در ترویج احادیث ائمه هدی صلوات الله علیهم و مشهور ساختن آثار حضرت ایشان باشد و کوشش در استنباط از اقوال و افعال جناب ایشان نماید دست بحبل المتین مودت ایشان زند زیرا که هیچ ذریعه نجات از هلکات نیست مگر بتمسک و اعتصام بموالات اهل بیت کرام و اقتدا و پیروی نمودن باحادیث ائمه انام علیهم السلام۔

امید از حق سبحانه تعالی داریم که بر ما رحم فرماید و ما را با حضرت ایشان در زمره محبان ایشان محشور گرداند و از سید موصوف ادام الله تائیده متوقع ام که مرا و اساتذه مرا در حیات من و بعد از ممات از دعاهای نیک خود فراموش نکند خصوصاً بعد از نمازهای خود در اوقاتی که محل اجابت دعا باشد و این کلمات را نوشه است محتاج ترین بندگان بسوی رحمت پروردگار غنی علی بن عبد العلی الحسنی الحسینی الطباطبائی در اواسط ماه رجب سنه یکهزار و دو صد و پنج هجری انتهی۔ و صورت نقش مهر آنجناب چنین است لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِینُ، علی الطباطبائی۔

و خلاصه ترجمه اجازه جناب سیادت مآب مرزا مهدی شهرستانی کربلائی علیه الرحمة بعد از صلوة این است که چون سید جلیل و فرزند نبیل، صاحب اخلاق پسندیده و بمدارج عالیه سعادت فایز گردیده، عالم عامل، ادیب، صاحب

نیز سید موصوف اپنے ایام مہلت کو ان امور میں صرف کریں جن سے ان کو آخرت میں فائدہ پھونچے۔ نیز عروۃ الوثقیٰ سے متمسک اور حلیہ صلاح وتقویٰ سے منجلی ہونا چاہئے اور ائمہ ہدیٰ صلوات اللہ علیہم اجمعین کی حدیثوں کی ترویج نیز ان کے آثار کو مشہور کرنے اور ان کے اقوال و افعال سے استنباط کرنے کی کوشش کریں۔ ان کی مودت کی حبل متین کو پکڑ لیں، کیونکہ اہلبیتؑ کرام کی محبت سے تمسک و اعتصام اور ائمہ انام علیہم السلام کی حدیثوں کی پیروی واقتداء کے سوا ہلاکت سے نجات کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ ہم پر رحم فرمائے اور ہم کو ان حضراتؑ کے ساتھ ان کے محبوں کے زمرے میں محشور فرمائے۔ اور سید موصوف ادام اللہ تائیدہ سے توقع کرتا ہوں کہ مجھے اور میرے اساتذہ کو میری حیات اور میری موت کے بعد اپنی دعاؤں سے فراموش نہ فرمائیں، خاص کر کے اپنی نمازوں کے بعد ان اوقات میں جو اجابت دعا کا وقت ہے۔ ان الفاظ کو لکھا ہے اللہ کی رحمت کا سب سے زیادہ محتاج بندہ، علی بن عبد العلی الحسنی الحسینی الطباطبائی نے ماہ رجب کے درمیانی دنوں میں سنہ ۱۲۰۵ ہجری۔ انتہیٰ۔ اور آن جناب کے مہر پر یہ منقوش ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِین، علی الطباطبائی۔

وجناب سیادت مآب مرزا مہدی شہرستانی کربلائی علیہ الرحمہ کے اجازے کا خلاصہ صلوٰۃ کے بعد یوں ہے: چونکہ سید جلیل وفرزند نبیل، صاحب اخلاق پسندیدہ، سعادت کے عالی درجوں پر فائز، عالم عامل، ادیب، صاحب

فهم صایب و ذهن ثاقب سید دلدار علی خلف الصدق سید محمد معین هندی نصیر آبادی ادام الله علاه واطال فی المعارج الغیر ارتقاه از جمله کسانی است که تفرح در ریاض علوم دینیه نموده اند و از حیاض زلال احادیث اهل بیت رسالت صلوات الله علیهم سیراب شده اندو بتحقیق که سید موصوف مدتی مصاحبت و همنشینی با من نموده است و پاره از احادیث سادات دین و امنای رب العالمین را از من شنیده است در وقتیکه مشرف بزیارت عتبات عالیات عالیه ائمه طاهرین شده در این ارض مقدسه و اماکن متبرکه مقیم بود۔ پس بعد از تحصیل علوم دینیه برای هدایت مردمان بسوی بلاد هند مراجعت نمود۔

و از جمله کسانی بود که حق تعالی در حق ایشان فرموده است : ''فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْآ اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ''۔ و سید موصوف با وجودیکه اکنون در بلاد خود است که از این بلاد بُعد مسافت بسیار دارد از من التماس اجازه نمود در باب آنچه روایت کردن و آن برای من صحیح است و درایت آن نزد من ثابت است از علوم معقول و منقول و فروع و اصول چنانچه طریقه مرضیه علمای سلف و خلف ما بوده است که در سلک راویان احادیث ائمه اطهار علیهم السلام شرف انتظام یافته اند پس بسوی اجابت التماس او مسارعت نمودم و بانجاح مرام او پرداختم بجهة اینکه سید موصوف بسبب علم و فضل و جودت فطنت و

فہم صائب و ذہن ثاقب، سید دلدار علی بن سید معین ہندی نصیر آبادی ادام اللہ علاہ و طال اللہ فی معارج غیر ارتقاہ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے دینی علوم کے باغ میں سیر کیا ہے اور اہل بیت رسالت صلوات اللہ علیہم کی حدیثوں کے صاف و شفاف حوض سے سیراب ہوئے ہیں اور بے شک سید موصوف جس زمانے میں ائمہ طاہرینؑ کے عتبات عالیات کی زیارت سے شرفیاب ہوکر اس ارض مقدس اور مکان متبرک پر مقیم تھے، تو کچھ مدت میری صحبت اور ہمنشینی میں رہے اور سادات دین و امنائے رب العالمین کی کچھ حدیثوں کو مجھ سے سماعت کیا اور پھر تحصیل علوم دینیہ لوگوں کی ہدایت کے لئے بلاد ہند کی طرف واپس پلٹے۔

اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ان میں سے ہر گروہ کی ایک جماعت (اپنے گھروں سے) کیوں نہیں نکلتی تا کہ علم دین حاصل کرے اور جب اپنی قوم کی طرف پلٹ کے آوے تو ان کو (عذاب آخرت سے) ڈرائے تا کہ یہ لوگ ڈریں''۔ سید موصوف باوجود اس کے کہ اس وقت اپنے شہر میں ہیں جو یہاں سے بہت دور ہے، ، مجھ سے اجازے کی درخواست کی ہے علوم معقول و منقول اور فروع و اصول کے بارے میں جن کی روایت کرنا میرے لئے صحیح ہے اور جس کی درایت میرے نزدیک ثابت ہے، جیسا کہ ہمارے گزشتہ علماء اور ہمارے بزرگوں کا طریقہ مرضیہ رہا ہے کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام کی حدیثوں کے راویوں کے گروہ میں شامل ہونے کا شرف حاصل کیا ہے۔ میں نے ان کی خواہش کو پوری کرنے میں جلدی کی اور ان کے مقصد کو پورا کرنے میں لگ گیا، کیونکہ سید موصوف علم و فضل، جودت فطنت

لیاقت خود سزاوار این مطلب است پس اجازه دادم اورا حق تعالی بلندی مرتبه اورا همیشه دارد و در فرقه ناجیه مثل او علمای بسیار گرداند اجازه اینکه روایت کند از من تمام آنچه روایت آن مرا از قرائت و سماعت بصحت رسیده است و آنچه مرا علمای کرام بان اجازه داده اند از معقول و مشروع خصوصاً کتب احادیث و بتخصیص از آن جمله کتب فقهیهٔ تهذیب و استبصار که در اعصار مثل شمس در نصف النهار است ـ و روایت کند از من تمام مصنفات علمای ابرار ما را که تصنیف شده است در جمیع علوم از فقه و علم کلام در اصول فقه و تفسیر و لغت و منطق و معانی و بیان از آنچه معروف و معلوم است۔

و اسانید اجازه من که متصل بحضرات ائمه معصومین علیهم السلام میشود بسیار است لیکن بسبب ضیق وقت و تشتت خاطر و کثرت اشتغال ذکر جمیع طرق نمیتوانم کرد مگر آنچه میسور را بسبب معسور ترک نتوان نمود۔

پس از آنجمله است آنچه خبر داد مرا از راه قرائت و سماعت و اجازه بان شیخ من علامه و استاد من فهامه جامع معقول و منقول و مستنبط فروع از اصول، فایز بدرجه علم و عمل و مهبط اقصی مراتب علم ، یگانه روزگار شیخ یوسف بن مرحوم شیخ احمد بن ابراهیم از استاد خود علامه زمان و اعجوبه دوران شیخ حسین بن شیخ جعفر ماحوزی بحرانی از استادش عالم علامه نادرة الاوان مقدس مرحوم شیخ سلیمان یعنی سلیمان بن عبد الله بحرانی از

اور اپنی لیاقت کی وجہ سے اس بات کے مستحق ہیں۔ پس میں ان کو اس بات کی اجازت دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کے مرتبہ کو بلند رکھے اور فرقہ ناجیہ میں ان جیسے علماء کی تعداد میں اضافہ فرمائے ، کہ مجھ سے روایت کریں ان تمام چیزوں کی جن کی روایت میرے لئے قرائت و سماعت کے ذریعے صحت کی حد تک پہونچ چکی ہے اور جو کچھ علمائے کرام نے معقول و مشروع خصوصاً کتب حدیث، اور خاص کر کے ہر زمانے میں نصف النہار پر سورج کی طرح رہنے والی کتب فقہیہ یعنی ''تہذیب'' اور ''استبصار'' کے سلسلے میں اجازت دی ہے۔ اور مجھ سے روایت کریں ہمارے علمائے ابرار کی تمام کتابیں جو فقہ ،کلام، اصول فقہ ،تفسیر ،لغت ،منطق ، معانی، بیان اور دیگر علوم میں تصنیف ہوئی ہیں اور معلوم و معروف ہیں۔

اور میرے اجازے کی سندوں میں وہ سندیں جو ائمہ معصومین علیہم السلام سے متصل ہوتی ہیں ، بہت ہیں ۔لیکن وقت کی کمی، پراکندگی ذہن اور کثرت اشتغال کے باعث ان تمام سندوں کا ذکر نہیں کرسکتا ہوں۔لیکن آسان کو مشکل کی وجہ سے ترک نہیں کیا جاسکتا ہے۔

پس میری سندوں میں ایک سند وہ ہے جو قرائت ،سماعت اور اجازے کے ذریعے میرے شیخ ،علامہ اور میرے استاد فہامہ، جامع معقول و منقول، اصول سے فروع کا استنباط کرنے والے ،علم و عمل کے درجے پر فائز، اقصائے مراتب علم کے مہبط ، یگانہ روزگار شیخ یوسف بن مرحوم شیخ احمد بن ابراہیم نے اپنے استاد ،علامہ زماں ، اعجوبہ دوراں ، شیخ حسین بن شیخ جعفر ماحوزی بحرانی سے اور انھوں نے اپنے استاد، عالم علامہ ، نادرة الاوان ، مقدس مرحوم شیخ سلیمان یعنی سلیمان بن عبد اللہ

استاد او عمدة المجتهدين شيخ سليمان بن علی ماحوزی از شیخ او محدث اجل افضل شیخ علی بن سليمان بحرانی و اول کسی بود که علم حدیث را در بلاد بحرین رواج داد از شیخ خود بلکه شیخ الکل فی الکل خاتم المجتهدين و رئيس المحدثين صاحب ذهن وقاد و فهم نقاد معتمد امين شيخ بهاؤ الدين از والدش سعید علامه و فرید زمانه شیخ حسین ابن عبد الصمد حارثی عاملی از شیخ استادش مجتهد قواعد دین مبین رئیس المجتهدين که سایر علمایی که بعد ازاو بوده اند از دریای علوم او اقتباس نموده اند زین الملة و الحق الدين مشهور بشهید ثانی نور الله مراقدهم از اساتذه متعددین که عالی ترین ایشان از روی سند شیخ فضلای زمان و مربی علمای دوران فاضل محقق عابد زاهد ورع متقی شیخ نور الدين على بن عبد العالی منسبی است از استاد او پیشوای سعید ابن عم شهيد محمد بن محمد داؤد مشهور به بن الموذن الجزینی از شیخ ضیاء الدين على بن شيخ جليل نبيل شيخ شهيد شمس الدین محمد بن مکی از پدرش شیخ شهید اعلی الله رتبته از جمعی از شاگردان علامه حلی که از جمله آنهاست فخر المحققین ابن علامه عليه الرحمة و دو سید جلیل القدر سید ضیاء الدین و سید عميد الدين پسران سید عبد المطلب ابن ابی الفوارس از علامه حلی علیه الرحمة از اساتذه او که از جمله آنها والد اوست و از جمله آنها شیخ سعید خواجه نصیر الدين و شيخ نجم الدين جعفربن سعيد مشهور بمحقق کتاب شرایع الاسلام است از شیخ نجیب الدین

بحرانی سے اور انھوں نے اپنے استاد عمدۃ المجتہدین شیخ سلیمان بن علی ماحوزی سے اور انھوں نے اپنے شیخ محدث اجل و افضل شیخ علی بن سلیمان بحرانی سے، اور وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے بحرین میں علم حدیث کو رائج کیا، اور انھوں نے اپنے شیخ، بلکہ شیخ کل فی الکل، خاتم المجتہدین، رئیس المحدثین، صاحب ذہن وقاد و فہم نقاد، معتمد امین شیخ بہاء الدین سے اور انھوں نے اپنے والد سعید، علامہ و فرید زمانہ، شیخ حسین ابن عبد الصمد حارثی عاملی سے اور انھوں اپنے استاد شیخ، مجتہد قواعد دین مبین، رئیس المجتہدین، جن کے دریائے علوم سے بعد میں آنے والے علماء نے استفادہ کیا ہے، زین الملۃ والحق الدین، مشہور بہ شہید ثانی نور اللہ مراقدہم سے اور انھوں نے اپنے متعدد اساتذہ سے جن میں سب سے بزرگ شیخ فضلائے زماں، مربی علمائے دوراں، فاضل محقق، عابد زاہد، ورع متقی شیخ نور الدین علی بن عبد العالی منسبی ہیں اور انھوں نے پیشوائے سعید، ابن عم شہید، محمد بن محمد داؤد مشہور بہ ابن موذن الجزینی سے اور انھوں نے شیخ ضیاء الدین علی بن شیخ جلیل نبیل، شیخ شہید شمس الدین، محمد بن مکی سے اور انھوں نے اپنے والد شیخ شہید اعلی اللہ رتبتہ سے اور انھوں نے علامہ حلی کے کچھ شاگردوں سے جن میں فخر المحققین، ابن علامہ علیہ الرحمۃ اور دو سید جلیل القدر، سید عبد المطلب ابن ابی الفوارس کے فرزند، سید ضیاء الدین اور سید عمید الدین ہیں، اور انھوں نے علامہ حلی علیہ الرحمۃ سے اور انھوں نے اپنے اساتذہ منجملہ اپنے والد اور شیخ سعید خواجہ نصیر الدین اور شیخ نجم الدین جعفر بن سعید مشہور بہ محقق مصنف کتاب ''شرائع الاسلام'' سے اور انھوں نے شیخ نجیب الدین

محمد بن نما از شیخ محمد ابن ادریس عجلی از شیخ عربی ابن مسافر العبادی از استاد او شیخ الیاس بن هشام الحایری از استادش شیخ حسن ابو علی از والدش شیخ الطائفة المحقه و رئیس الفرقه الحقه یعنی جناب شیخ ابو جعفر طوسی از شیخ سعید مفید محمد بن محمد نعمان از شیخ ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولویه از شیخ ثقة الاسلام محمد بن یعقوب کلینی باسانیدیکه در کتاب جامع حدیث او مذکور است۔

و ایضاً باسانید شیخ مفید علیه الرحمه از شیخ صدوق محمد بن علی بن الحسین بن بابویه رحمة الله علیه پس باز استیصال اسانید باین علمای متقدمین که اصحاب کتب موجوده اند باقی اسانیدیکه از ایشان تا بحضرات ائمه معصومین میرسد از کتب ایشان معلوم میشود۔

و سید موصوف را وصیت میکنم بانچه مرا اساتذه من وصیت کرده اند که تمسک بدامن احتیاط در فتوی نماید بدرستیکه طریقه احتیاط نجات دهنده از هلکات است و وصیت میکنم او را که همت خود را مصروف تحصیل ملکه ورع و تقوی و تحصیل رضای حق تعالی نماید و مرا از دعا فراموش نسازد درجاهای اجابت دعاهای خصوصاً بعد از نمازها و نوشته است این را بدست محتاج ترین بندگان بسوی رحمت واسعه الهی محمد مهدی ابن ابی القاسم الموسوی الشهرستانی اصلاً والکربلائی مسکناً بل مدفناً انشاء الله تعالی و فارغ شد از نوشتن در حال استحیاک در شب بستم ماه شعبان سنه یکهزار

محمد بن نما سے اور انھوں نے شیخ محمد بن ادریس عجلی سے اور انھوں نے شیخ عربی ابن مسافر عبادی سے اور انھوں نے اپنے استاد شیخ الیاس بن ہشام حائری سے اور انھوں نے اپنے استاد شیخ حسن ابوعلی سے اور انھوں نے اپنے والد شیخ الطائفۃ المحقہ ،رئیس فرقہ حقہ، یعنی جناب شیخ ابوجعفر طوسی سے اور انھوں نے شیخ سعید مفید محمد بن محمد نعمان سے اور انھوں نے شیخ ابوالقاسم جعفر بن محمد بن قولویہ سے اور انھوں نے شیخ ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی کے ذریعے مجھے خبر دی ہے اور یہ سب ان کی کتاب جامع حدیث میں مذکور ہے۔

اور ایسے ہی شیخ مفید علیہ الرحمۃ کی سندوں کے ذریعے شیخ صدوق محمد بن علی بن حسین بن بابویہ رحمت اللہ علیہ سے اور ان علماء متقدمین کی سندوں کے ذریعے جو صاحب کتاب تھے اور باقی اسناد جو حضرات ائمہ معصومینؑ تک پہنچتی ہیں اور ان کی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے۔

اور سید موصوف کو ان باتوں کی وصیت کرتا ہوں جن کی میرے اساتذہ نے مجھے وصیت کی تھی کہ فتوے میں احتیاط کے دامن کو تھامے رہیں ۔ بے شک احتیاط کا راستہ ، ہلاکت سے نجات کا ذریعہ ہے اور ان کو وصیت کرتا ہوں کہ اپنی ہمت کو ورع اور تقویٰ کے ملکہ کے حصول اور رضائے حق تعالیٰ کی تحصیل میں صرف کریں اور اجابت دعا کے موقعوں پر خاص کر کے نماز کے بعد مجھے دعا سے فراموش نہ کریں ۔ اور یہ تحریر رحمت واسعۂ الٰہی کے سب سے محتاج بندہ محمد مہدی ابن ابی القاسم الموسوی موطناً شہرستانی اور مسکناً بلکہ مدفناً انشاء اللہ کربلائی کے ذریعے لکھی گئی ہے اور شب بیست و ہفتم ماہ شعبان سنہ ۱۲۰۵ ہجری میں اس کے لکھنے سے

ودو صدوپنج هجری انتهی محصله وصورة خاتمه‌الشریف بکذاعبده‌محمدمهدی‌الموسوی۔

اما انچه قلمی فرموده است که منهم السیدان الجلیلان ضیآء الدین وعمید الدین ابنا عبدالمطلب ابن ابی الفوارس پس ظاهر آنست که بعد از عمیدالدین لفظ ابنا زیاده وبعد از عبدالمطلب لفظ ابن بجای ابنا از طغیان قلم واقع شده زیرا که عبدالمطلب نام سید عمید الدین بودنه نام پدرش وسید ضیا الدین عبدالله وسید عمیدالدین عبدالمطلب دو پسران سید ابوالفوارس محمد بودند چنانچه در باب چهارده در احوال سید عمید الدین گذشت۔

ومراسله جناب سید علی طباطبائی که بعد از ملاحظه کتاب اساس الاصول ومواعظ حسینیه در جواب مکاتبه جناب غفرانمآب قلمی فرموده از کربلای معلی باین بلاد فرستاده بودند نیز بنظر قاصر رسیدسوادبعضی ازفقرات آن اینست که:

رقیمه عنبر شمیمه بوصول بهجت شمول موجب انشراح وانبساط گردید دو جلد کتاب که از مؤلفات آن ثمره شجره سیادت بوده بمطالعه تحقیقات انیقه وتدقیقات دقیقه آن سرور تازه وفرح بی اندازه حاصل شد که در آن بلاد نیز بالطاف ربانیه وعنایت الهیه شخصی بهمرسید که اهل دین ومحبان ائمه طاهرین صلوات الله علیهم اجمعین را بمواعظه حسنیه وتعلیم معالم دینیه تادیب وتهذیب توانند نمود وزنگ شبهات از باب ضلالت وغوایت را بادله باهره وبراهین

فراغت ملی ہے۔انتھیٰ محصلہ وصورۃ خاتمہ الشریف عبدہ محمد مہدی الموسوی۔

اما بعد جو انھوں نے لکھا ہے کہ ''منھم السیدان الجلیلان ،ضیاء الدین وعمید الدین ابناء عبد المطلب ابن ابی الفوارس''،تو ظاہر ہے کہ ''عمید الدین'' کے بعد لفظ ''ابناء'' زائد اور ''عبد المطلب'' کے بعد لفظ ''ابناء'' کی جگہ ''ابن'' کا آنا قلم کی لغزش کی وجہ سے ہوا ہے۔کیونکہ عبد المطلب سید عمید الدین کا نام تھا نہ کہ ان کے والد کا اور سید ضیاء الدین عبد اللہ وسید عمید الدین عبد المطلب،سید ابو الفوارس محمد کے دو بیٹے تھے۔جیسا کے چودھویں باب میں سید عمید الدین کے سوانح حیات میں گزر چکا ہے۔

میری نظر قاصر سے وہ خط بھی گذرا جس کو جناب سید علی طباطبائی نے کتاب ''اساس الاصول'' اور ''مواعظ حسینیہ'' کو دیکھنے کے بعد،جناب غفران مآبؒ کے خط کے جواب میں تحریر فرما کر کربلائے معلیٰ سے یہاں بھیجا تھا۔اس تحریر کے بعض فقرات یوں ہیں:

عنبر شمیم تحریر کے ساتھ اس شجرہ سیادت کے پھل کی تالیفات میں سے دو کتابوں کے بہجت شمول وصول انشراح وانبساط کا باعث ہوا۔اس سرور کی تحقیقات انیقہ اور تدقیقات دقیقہ کے مطالعہ سے ،تازگی اور بے اندازہ خوشی ہوئی کہ اس بلاد میں بھی الطاف ربانیہ اور عنایات الٰہیہ سے ایک شخص پیدا ہوا جو اہل دین اور محبان ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کو مواعظ حسینیہ اور معالم دینیہ کی تعلیم کے ذریعے تادیب وتہذیب کرسکتا ہے اور طریق ارشاد کے طلب کرنے والے اور سالکان مسالک سداد کے صفحۂ ذہن

قاطعه از صفحات خاطر طالبان طريق ارشاد وسالكان مسالك سداد تواند زدود و بالجمله اگر سكنه آن ديار قدر اين نعمت عظمى ومنزلت اين عطيه كبرىٰ را بدانند بايد كه از وظائف شكر الهى دقيقه خود را معاف ندارند واز فيض صحبت آن جامع الفضائل حظ وافر وبهره كامل از علوم دينيه ومعارف يقينيه حاصل نمايند۔ انتهى بعض كلامه الشريف بلفظه المنيف۔

وهمچنين نقل بعضى فقرات مراسله جناب مستطاب بحر العلوم سيد مهدى طباطبائى نجفى كه در انزمان بعد از نوشتن اجازه براى جناب غفرانمآب در جواب مراسلات آنجناب نوشته فرستاده بودند اين است كه:

مكاتيب مرسله وسديده موجب مسرت گرديد ودر خصوص ملاحظه دو جلد كتاب كه از نتائج افكار وتاليفات آن سلالة الاطياب بوده ودر باب نوشتن اجازه شرحى نوشته بودند معلوم شد حسب تمناى ايشان هر دو كتاب را ديده از تحقيقات انيقه وتدقيقات رايقه محظوظ گرديدم واجازه مفضله بر ظهر كتاب اصول قلمى گشته وهر دو كتاب بمعرفت حاجى محمد جعفر ارسال شده واز اشتغال داشتن ايشان در ان بلاد بامر تدريس ومباحثه وبترويج شعاير دين مبين بسيار مشغوف ومسرور گرديد وتمام شد عبارت رقعه حضرت بحر العلوم طباطبائى رحمه الله وعليهم اجمعين۔

سے ضلالت اور گمراہی کے رنگ کو ادلہ باہرہ اور براہین قاطعہ کے ذریعے مٹا سکتا ہے۔خلاصہ یہ کہ اس دیار میں رہنے والے، اگر اس نعمت عظمیٰ کی قدر اور اس عطیہ کبریٰ کی منزلت کو جانتے ہیں تو ان کو چاہئے کے شکر الٰہی کے ورد سے خود کو ایک لمحہ کے لئے خالی نہ رکھیں اور اس جامع الفضائل کے فیض صحبت سے علوم دینیہ اور معارف یقینیہ میں حظ وافر و بہرہ کامل حاصل کریں۔انتہیٰ بعض کلامہ الشریف بلفظہ المنیف۔

نیز جناب مستطاب بحر العلوم سید مہدی طباطبائی نجفی کے خط کے بعض فقرات، جو انھوں نے جناب غفران مآبؒ کے لئے اجازہ لکھنے کے بعد، ان کے بعض مراسلات کے جواب میں تحریر کر کے بھیجا تھا، یوں ہیں:

بھیجے گئے مرسلات سدیدہ ،مسرت خاطر کے باعث ہوئے، خاص کر کے دو جلد کتاب کے ملاحظہ سے جو کہ اس سلالۃ اطیاب کے فکروں کا نتیجہ اور ان کے تالیفات میں سے ہے، اور اجازہ تحریر کرنے کے سلسلے میں ایک شرح لکھی تھی۔ان کی خواہش کے مطابق دونوں کتابوں کو دیکھا اور تحقیقات انیقہ وتدقیقات رائقہ سے محظوظ ہوا۔مفصل اجازہ کتاب اصول کے پشت پر تحریر کر کے دونوں کتابوں کو حاجی محمد جعفر کی معرفت سے بھیج دیا ہے اور اس بلاد میں ان کے امر تدریس ومباحثہ وشعایر دین کی ترویج میں مشغول ہونے کے باعث بہت مسرور ومشغوف ہوا۔تمام ہوئی حضرت بحر العلوم طباطبائی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے رقعہ کی عبارت۔**(جاری)**